یا اللہ تیرا شکر ہے

دنیا میں تین جگہیں ایسی ہیں جہاں آپ زندگی کی اصل حقیقت جان سکتے ہیں، ہم کیا ہیں، ہماری اوقات کیا ہے، ہماری حسرتوں، ہماری خواہشوں اور ہماری سماجی، معاشرتی اور معاشی ترقی کی حیثیت کیا ہے اور ہماری نفرتوں، ہماری رقابتوں اور ہماری دشمنیوں کی اصل حقیقت کیا ہے؟ آپ مہینے میں ایک بار ان جگہوں کا وزٹ کر لیا کریں آپ کو اپنے ظاہر اور باطن دونوں کی اوقات سمجھ آ جائے گی۔ میں اکثر ان جگہوں پر جاتا ہوں اور کسی کونے میں چپ چاپ بیٹھ کر زندگی کی اصل حیثیت دیکھتا ہوں اور پھر پوری طرح چارج ہو کر واپس آ جاتا ہوں۔ یہ تین جگہیں قبرستان، ہسپتال اور جیل ہیں۔ آپ کبھی اپنا سب سے قیمتی سوٹ پہنیں، شیو کریں جسم پر خوشبو لگائیں، جوتے پالش سے چمکائیں، اپنی سب سے مہنگی گاڑی نکالیں اور شہر کے سب سے بڑے قبرستان میں چلے جائیں، آپ ایک کونے سے دوسرے کونے تک کتبے پڑھنا شروع کریں، آپ تمام قبروں کا سٹیٹس دیکھیں، آپ کو محسوس ہو گا ان قبروں میں سوئے زیادہ تر لوگ سٹیٹس کے لحاظ سے آپ سے کہیں آگے تھے، یہ لوگ آپ سے زیادہ مہنگے سوٹ پہنتے تھے، دن میں دو، دو بار شیو کرتے تھے، ان کے پاس زیادہ مہنگی پرفیومز تھیں، یہ اطالوی جوتے خریدتے تھے اور ان کے پاس آپ سے زیادہ مہنگی اور لگژری گاڑیاں تھیں لیکن آج یہ مٹی میں مل کر مٹی ہو چکے ہیں اور قبر کا کتبہ ان کی واحد شناخت رہ گیا ہے۔ آپ کو محسوس ہو گا یہ لوگ رُتبے، اختیار اور تکبر میں بھی آپ سے بہت آگے تھے مکھیاں بھی ان کی ناک پر بیٹھنے سے پہلے سو بار سوچتی تھیں، ہوائیں بھی ان کے قریب پہنچ کر محتاط ہو جاتی تھیں اور یہ کبھی اس زمین، اس ملک اور اس سسٹم کے لیے ناگزیر سمجھے جاتے تھے لیکن پھر کیا ہوا، ایک سانس ان کے پھیپھڑوں سے باہر نکلی اور واپس جانے کا راستہ بھول گئی۔ اور اس کے بعد یہ لوگ دوسروں کے کندھوں پر سفر کرتے ہوئے یہاں پہنچے اور زندگی انہیں فراموش کر کے واپس لوٹ گئی اور اب ان کا مرتبہ، ان کے اختیارات، ان کا تکبر اور ان کی ناگزیریت دو فٹ کے کتبے میں سمٹ کر رہ گئی۔ آپ قبرستان کی شکستہ قبر کے سرہانے بیٹھ جائیں، اپنے اردگرد پھیلی قبروں پر نظر ڈالیں اور اپنے آپ سے سوال پوچھیں "میرے پاس کتنا وقت باقی ہے؟" آپ کو اس سوال کے جواب میں تاریکی، سناٹا اور بے بسی کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ آپ اسی طرح کبھی کبھی ہسپتالوں کا چکر بھی لگا لیا کریں، آپ کو وہاں اپنے جیسے سینکڑوں ہزاروں لوگ ملیں گے یہ لوگ بھی چند دن، چند گھنٹے پہلے تک آپ کی طرح دوڑتے، بھاگتے، لپکتے اور شور مچاتے انسان تھے، یہ بھی آپ کی طرح سوچتے تھے کہ یہ زمین پر ایڑی رگڑیں گے تو تیل کے چشمے پھوٹ پڑیں گے، ان کا بھی خیال تھا یہ پاؤں مار کر زمین دہلا دیں گے اور ان کو بھی یہ گمان تھا کہ دنیا کا کوئی وائرس، کوئی جراثیم اور کوئی دھات انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی لیکن پھر ایک دن زندگی ان کے لیے عذاب بن گئی، ان کے پاؤں، ان کے ہاتھ، ان کی آنکھیں، ان کے کان، ان کا جگر، ان کا دل، ان کا دماغ اور ان کے گردے ان کے ساتھ بے وفائی کر گئے اور یہ اپنے ٹھنڈے گرم محلوں سے نکل کر ہسپتال کے بدبودار کوریڈورز کے مسافر بن گئے، آپ ہسپتالوں کی پرائیویٹ وارڈ اور مہنگے پرائیویٹ ہسپتالوں کا چکر ضرور لگایا کریں، آپ کو وہاں وہ لوگ ملیں گے جو مہنگے سے مہنگا ڈاکٹر اور قیمتی سے قیمتی ترین دوا خرید سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ بے بسی کے عالم میں ہسپتالوں میں پڑے ہیں، کیوں؟ کیونکہ انسان ڈاکٹر اور دوا تو خرید سکتا ہے لیکن شفا نہیں اور یہ لوگ قدرت کے اس قانون کے قیدی بن کر ہسپتالوں میں پڑے ہیں، آپ مریضوں کو دیکھیں، پھر اپنے آپ کو دیکھیں، اللہ کا شکر ادا کریں اور صحت کی اس مہلت کو مثبت طریقے سے استعمال کریں۔

آپ جیلوں کا چکر بھی لگا لیا کریں، آپ کو وہاں ایسے سینکڑوں ہزاروں لوگ ملیں گے جو کبھی آپ کی طرح آزاد پھرتے تھے، یہ رات کے تین بجے کافی پینے نکل جاتے تھے، یہ سردیوں کی یخ ٹھنڈی راتیں اپنے نرم اور گرم بستر پر گزارتے تھے، لیکن یہ کسی دن اپنے کسی حیوانی جذبے کے بہکاوے میں آ گئے، یہ کسی کمزور لمحے میں بہک گئے اور طیش میں، عیش میں یا پھر خوف میں ان سے کوئی ایسی غلطی سرزد ہو گئی، جس کی پاداش میں یہ لوگ سلاخوں کے پیچھے پہنچ گئے اور یہ اب جیل کے معمول کے مطابق زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ آپ سزائے موت کے قیدیوں سے بھی ضرور ملیں، آپ کو ان سے مل کر محسوس ہو گا کہ ہم لوگ اپنی رقابت کے جذبے کی لمحہ بھر کی تسکین کے لیے، اپنی انا کو گنے کے رس کا ایک گلاس پلانے کے لیے، ایک منٹ کے لیے اپنی ناک کو دوسروں کی

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

ناکوں سے بلند رکھنے کے لیے اور دوسروں کی ضد کو کچلنے کے لیے، ہم بعض اوقات ایسی غلطی کر بیٹھتے ہیں کہ موت بھی ہم پر ترس کھانے سے انکار کر دیتی ہے اور ہم جیل کی سلاخیں پکڑ کر اور اللہ سے معافی مانگ مانگ کر دن کو رات اور رات کو دن میں ڈھلتا ہوا دیکھتے ہیں لیکن ہماری سزا پوری نہیں ہوتی۔ آپ جیل کے قیدیوں کو سلاخوں کے پیچھے کھڑے ہو کر اپنی بیویوں کو حسرتوں سے دیکھتے ہوئے دیکھیئے، آپ ان کی کانپتی ہوئی انگلیوں کو دیکھئے جو اپنے بچوں کے لمس کو ترس گئی ہیں، آپ اُن کے بے قرار پاؤں دیکھئے جنہیں آزادی کا احساس چکھے ہوئے کئی برس بیت گئے ہیں اور آپ اُن کی آنکھوں میں تیرتے ہوئے ان رت جگوں کی فصلیں بھی دیکھئے جو انہوں نے اپنی غلطی، اپنی کوتاہی اور اپنے جرم پر معافی مانگ مانگ کر اگائی ہیں لیکن قدرت یہ فصل کاٹنے پر راضی نہیں ہو رہی۔ آپ ان لوگوں کو دیکھئے، اپنے اوپر نگاہ ڈالیے اور پھر یہ سوچیے آپ پر بھی دن میں ایسے سینکڑوں ہزاروں کمزور لمحے آتے ہیں، آپ بھی لالچ کے بہکاوے میں آتے ہیں، آپ بھی غرور اور تکبر کے ماؤنٹ ایورسٹ پر چڑھ جاتے ہیں، آپ بھی رقابت کے نرغے میں آکر دوسرے لوگوں کی زندگیوں کو کھیل بنا لیتے ہیں، آپ بھی غیرت کے سراب میں الجھ کر دوسروں کا خون پینے کا فیصلہ کرتے ہیں اور آپ بھی دوسروں کے مال کو اپنا بنانے کے منصوبے بناتے ہیں لیکن کوئی نادیدہ ہاتھ، کسی دوست کی کوئی نصیحت اور حالات کی کوئی مہربانی آپ کو روک لیتی ہے، آپ باز آجاتے ہیں اور یہ بھی ہوتا ہے قدرت آپ پر خاص مہربانی کرتے ہوئے آپکی خامیوں، آپکی کوتاہیوں، آپکی غلطیوں، آپکے گناہوں اور آپکے جرائم پر پردہ ڈال دیتی ہے، یہ آپ کو گواہیوں، ثبوتوں، قانون اور کچہریوں سے بچائے رکھتی ہے لیکن آپ قدرت کی اس مہربانی کو اپنی چالاکی، اپنا کمال سمجھ لیتے ہیں، آپ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ آپ چارلس سوبھراج ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے قانون کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لیے دنیا میں بھیجا ہے اور دنیا کا کوئی قانون کوئی ضابطہ آپ کو کبھی پکڑ نہیں سکے گا۔

آپ کو قبرستانوں، ہسپتالوں، جیلوں میں بے گناہ معصوم اور انتہائی شریف لوگ بھی ملیں گے، یہ لوگ کبھی کوئی ضابطہ، کوئی اصول نہیں توڑتے تھے، یہ اس قدر محتاط لوگ تھے کہ یہ آبِ زمزم بھی ابال کر پیتے تھے، یہ دودھ، دہی اور مکھن کے لیے اپنی بھینسیں پالتے تھے اور دیسی مرغی کا شوربا پیتے تھے۔ یہ ہمیشہ رات نو بجے سو جاتے تھے اور صبح پانچ بجے اٹھ جاتے تھے اور ان سے پوری زندگی کوئی بے اعتدالی، کوئی غفلت سرزد نہیں ہوئی، آپ ایسے لوگ بھی دیکھیں گے جو آرام سے اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے، جو اپنی لین میں گاڑی چلا رہے تھے یا فٹ پاتھ پر اپنی سمت میں جا رہے تھے اور آپ کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جنہوں نے پوری زندگی قانون کا احترام کیا، یہ تھانے کے سامنے گزرتے ہوئے سر جھکا لیتے تھے اور نیلی پیلی ہر قسم کی یونیفارم کو سلام کر کے آگے جاتے تھے اور جو دوسری جنگ عظیم کے دوران بننے والے قوانین کا بھی احترام کرتے تھے اور جنہوں نے آج بھی سائیکل پر بتی لگوا رکھی تھی لیکن پھر یہ لوگ ناکردہ جرائم میں محبوس ہو گئے، یہ بے گناہ ہونے کے باوجود قانون کے نہ کھلنے، نہ ٹوٹنے والے دانتوں میں پھنس گئے، آپ کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو کھیرا کاٹنے سے پہلے اسے ڈیٹول سے دھوتے تھے لیکن یہ لوگ بھی ہسپتال کے مستقل مہمان بن گئے اور ایسے لوگ بھی جو فٹ پاتھ پر دوسروں کی موت کا نوالہ بن گئے، جو کسی آوارہ گولی کا نشانہ بن گئے یا پھر ان کے سر پر کوئی طیارہ آکر گر گیا۔ آپ ان لوگوں کو بھی دیکھئے اور اس کے بعد اپنے اوپر نگاہ ڈالئے اور پھر سوچیے یہ طیارہ آپ پر بھی گر سکتا ہے، دوسری لین سے کوئی گاڑی اڑ کر آپ کے موٹر سائیکل، آپ کی گاڑی پر بھی گر سکتی ہے اور ڈاکٹر اچانک آپ کو بھی کینسر کا مریض ڈکلیئر کر سکتے ہیں یا پھر آپ کے دل کے اندر بھی اچانک درد کی ایک لہر دوڑ سکتی ہے اور آپ کو کلمہ تک پڑھنے کی مہلت نہیں ملتی۔ یہ سب کچھ ہمارے ساتھ ہو سکتا ہے یہ ہم بھی ہو سکتے ہیں لہذا آئیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس مہلت، اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی پر اس کا شکریہ ادا کریں اور کبھی کبھی جیلوں، ہسپتالوں اور قبرستانوں میں بھی ایک گھنٹہ گزار لیا کریں کیونکہ یہ تین ایسی جگہیں ہیں جہاں گئے بغیر ہمیں زندگی کی اصل حقیقت، اپنی اوقات اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

روزنامہ ایکسپریس 4-11-2010 (ماخوذ: جاوید چوہدری)

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

الھدیٰ انٹرنیشنل ویلفیئر فاؤنڈیشن

اسلام آباد: 7-اے کے بروہی روڈ H-11/4 اسلام آباد پاکستان
فون: 1-4866130-51-92+ 9-4866125-51-92+

پبلی کیشنز
AL HUDA PUBLICATIONS

کراچی: 30-اے سندھی مسلم کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی پاکستان
فون: 4-34313273-21-92+ 34528547-21-92+

www.alhudapk.com
www.farhathashmi.com

06010041